سرور دو عالم کی مدنی زندگی

(از مولوی حافظ عبد الخالق صاحب متعلم جماعت پنجم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

(۳)

فتح مکہ صلح حدیبیہ کے بعد آپ نے متعدد بادشاہوں کے پاس اسلام کے دعوت نامے بھیجے جس میں ہر بادشاہ کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا تھا اور اسی سلسلہ میں جنگ موتہ کا وقوع عمل میں آیا۔ اسوقت بھی کفار مکہ اسلام کا نام سننا نہیں چاہتے تھے بلکہ مسلمانوں کا اور اسلام کا دنیا سے خاتمہ کرنے پر تلے ہوئے تھے صلح حدیبیہ کے شرائط نامہ کو توڑ دیتے ہیں اور عہد شکنی کرتے ہیں آخر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کو لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور ایک منزل جس کا نام مر الظہران تھا پڑاؤ ڈالدیتے ہیں سب سے پہلے آپ کے سامنے جو شخص آتا ہے وہ ابو سفیان تھا جو اسلام کو برباد کرنے کی ہر ممکن تدبیر کر چکا تھا اسکو مسلمان گرفتار کرتے ہیں مگر حضورؐ اس کو رہا کر دیتے ہیں یہ دیکھکر ابو سفیان فوراً مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔

لشکر اسلام مکہ میں فاتحانہ داخل ہوتا ہے باوجود اس کے حضور اعلان کروا دیتے ہیں من دخل دار ابی سفیان فھو امن من اغلق الباب فھو امن من دخل فی البیت فھو امن جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا اور جس شخص نے اپنے دروازہ کو بند کر لیا اور جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو گیا یہ سب مامون ہیں دنیا کے فاتحین کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ جس شہر میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں اس کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں اور پھر ایسے اشخاص جنھوں نے مسلمانوں کو اور خود سرور کائنات کو اتنی ایذائیں دیں جس کا مرتکب ایک وحشی سے وحشی انسان بھی نہیں ہو سکتا جنھوں نے حضورؐ کے چچا کے کلیجہ کو چبایا جنھوں نے آپکی چہیتی اور پیاری بچی کے حمل کو گرایا غرض وہ کون سے ایسے مصائب تھے جو مسلمانوں کو کفار مکہ کی طرف سے نہ پہنچے ہوں یہ تو یقیناً اس قابل تھے کہ فوراً تہ تیغ کر دیئے جاتے لیکن آہ قربان جائیے اس رحمۃ للعالمین کے رحم و عفو پر جو مکہ میں داخل ہوتے ہی اعلان کر دیتا ہے لا تثریب علیکم الیوم الآیہ اے اہل مکہ تم امن سے رہو اور کچھ غم نہ کرو۔

یہ رحمۃ للعالمین کے رحم کی وہ نظیر ہے جس کی مثال دنیا کے کسی حصہ پر نہیں مل سکتی جسوقت آپ مکہ میں داخل ہوئے تمام مکہ آپ کے قبضہ میں تھا اگر آپ کی خواہش ہوتی تو ایک ایک کو بلا کر نہایت ذلت سے قتل کرا سکتے تھے مگر رحمت عالم کی رحمت نے اس بات کا تقاضا نہیں کیا اسوقت اسلام کی صداقت ہر شخص پر ظاہر ہو چکی تھی چنانچہ لوگ جوق در جوق آکر مسلمان ہوتے ہیں جس کی تصویر قرآن پاک نے یوں کھینچی ہے۔ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الآیہ نیز اس فتح سے حضورؐ کا اصلی مقصد یہی تھا کہ اعلاء کلمۃ اللہ ہو شرک دنیا سے مٹ جائے اس لئے آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور ان تین سو ساٹھ بتوں کو گرایا جنکو اہل مکہ نے معبود بنا رکھا تھا اور خدا کے گھر کو ان نجاستوں

سے پاک کیا آپ بتوں کو گراتے جاتے تھے اور یہ کلمہ زبان پر تھا۔ قل جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ الآیہ

جنگ حنین کفار مکہ کے اکسانے کی بنا پر ابھی تک اکثر قبائل مشتعل تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو پیس ڈالیں جب انھوں نے فتح مکہ کو ملاحظہ کیا تو اسلام کی اس زبردست کامیابی کی وجہ سے انھیں خطرہ پیدا ہوگیا کہ اسلام کو اب بھی اگر نہ دبایا گیا تو اپنی اسی رفتار پر دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا چلا جائیگا چنانچہ قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمانوں کے مقابلے کیلئے ایک مقام پر جمع ہوئے جس کا نام وادی حنین ہے حضور نے بھی فتح مکہ کی واپسی پر ہر قسم کی تیاریاں شروع کر دیں اسوقت آپ کے پاس کافی سامان موجود تھا اور دس ہزار مسلمانوں کی فوج تھی اور دو ہزار نو مسلم بھی آپ کے مددگار تھے۔ مسلمانوں کو اپنی اس حالت پر ناز تھا اور سمجھتے تھے کہ جب ہم بالکل معمولی تھے اس وقت ہم نے کافروں کے چھکے چھڑا دیئے اب تو ان سے زیادہ اشخاص اور اجاب موجود ہیں ذراسی دیر میں کچل ڈالیں گے۔ لیکن اس وقت خدا کو یہ بتانا تھا کہ مسلمانو تم اپنی طاقت پر نازاں مت ہو بلکہ جسقدر تم کو فتوحات حاصل ہوئیں وہ محض خدا کی نصرت کا نتیجہ ہے۔

آخر مسلمان بھی وادی حنین میں تیار ہو کر پہنچتے ہیں مقابلہ شروع ہو جاتا ہے چونکہ ہوازن نے پہلے سے آکر بلند مقامات پر قبضہ کر لیا تھا اور تیر اندازی کا ان کو کافی ملکہ تھا اس لئے ہر طرف سے مسلمانوں پر تیر چلانا شروع کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست کھانی پڑی اسوقت میدان جنگ میں صرف حضور موجود تھے اور چند آپ کے اقربا تھے کفار جھنجلائے ہوئے نہایت جوش سے حملہ کر رہے تھے حضور نے اس تنہائی میں کفار کے ساتھ نہایت عزم و استقلال سے مقابلہ کیا نصرت الٰہی کا چشمہ پھر جوش مارنے لگا اور آپ یہ کہتے ہوئے انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب آگے بڑھے اور کفار کو بری طرح شکست دی اتنے میں حضرت عباسؓ کی پکار پر مسلمان پروانہ وار آکر جمع ہوگئے اس حالت میں کفار کو بھاگنا پڑا اور مسلمانوں کو بہت سارا مال غنیمت حاصل ہوا۔ یہاں سے بھاگ کر ہوازن مختلف مقامات میں چلے گئے لہذا آپ نے طائف میں جاکر پھر ان سے مقابلہ کیا اور فتح حاصل کی اگرچہ اہل طائف نے جو معاملہ آپ کے ساتھ کیا وہ بڑا ہی دردناک تھا مگر آپ نے ان کے ساتھ عفو و کرم سے کام لیا اور ان کے حق میں دعا کی جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت قلیل مدت کے بعد مسلمان ہوگئے۔

جنگ تبوک جب چاردانگ عالم میں اسلام کا غلغلہ ہونے لگا تو عیسائیوں کو اس کا حسد ہوگیا جب ان کو معلوم ہوا کہ سارا عرب اسلام کے زیر سایہ ہوگیا ہے تو صلیب کے پرستاروں نے یہ خیال کیا کہ اسلام کو مٹانا آسان بات ہے تلوار کے زور سے سارے عرب کو اپنے دین میں داخل کر سکتے ہیں جب حضور اکرم کو قیصر کی تیاریوں کا پتہ چلتا ہے تو آپ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں کہ سرحد کی حفاظت کیلئے تیار ہو جائیں آپ نے اور قبائل کو بھی شرکت کی دعوت دی کیونکہ یہ معاملہ سارے عرب کا معاملہ تھا سخت گرمی کا موسم تھا فصلیں بالکل پک چکی تھیں اور کاٹنے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور سب سے زبردست امر یہ کہ قیصر روم کی اسقدر منظم فوج کا مقابلہ کرنا ہے سفر بھی دور کا کرنا پڑیگا لہذا سواریوں کی بھی ضرورت ہے اگرچہ حضرت عثمان غنیؓ وغیرہ نے بہت سا سامان مسلمانوں کی راحت کیلئے وقف کر دیا تھا مگر پھر

بھی مسلمانوں کی تکالیف اس موقع پر بہت زیادہ تھیں آخر سرور کائنات ۹ سنہ ہجری میں تیس ہزار فوج کو لیکر مدینہ سے شام کی طرف روانہ ہوتے ہیں منافقین کے علاوہ جتنے آپ کے جان نثار تھے سب ساتھ تھے جب مقام تبوک میں پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دشمن کا کچھ پتہ نہیں مسلمانوں کے ہیبت و جلال کو دیکھکر اس کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ مقابلے کیلئے آئے چنانچہ آپ بیس دن تک تبوک میں رہ کر واپس مدینہ تشریف لے آتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی فتوحات ہوس اور ملک گیری کیلئے نہ تھی کیونکہ اس سے بڑھکر کیا موقع ہوسکتا ہے کہ دشمن سرحد پر موجود نہیں ہے اگر چاہتے تو فوراً فوج کو حکم دیدیتے اور اپنی مملکت میں وسعت پیدا کر سکتے تھے لیکن جسقدر اسلامی فتوحات عمل میں آئیں محض اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تھیں اور کوئی مقصد نہ تھا۔

حجۃ الوداع جنگ تبوک کے بعد اسلام کی صداقت سارے عرب پر ظاہر ہوچکی تھی اسلام کی حقانیت میں کسی کو کچھ شبہ نہ تھا اس لئے عرب کے مختلف اقطار سے وفود آتے تھے اور مشرف باسلام ہوکر چلے جاتے تھے وفود کی اسقدر کثرت تھی کہ اس سال کا نام عام وفد پڑگیا ابھی تک مسلمانوں نے ہجرت کے بعد کوئی حج نہیں کیا تھا جب عرب میں اکثر مقامات پر اسلام ہی اسلام نظر آنے لگا اور کفار کی بے حد قلت ہوگئی اس وقت سرور کائنات نے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں کا امیر مقرر کرکے ایک قافلہ حج کیلئے روانہ کیا ۹ سنہ ہجری کے اواخر تک تو قدرے کفار دکھائی بھی دیتے تھے لیکن ۱۰ سنہ ہجری میں تمام عرب مسلمان ہوچکا تھا اسوقت حضور اکرم بذات خود ایک لاکھ چوبیس ہزار اصحاب لیکر حج کو تشریف لیگئے عجیب نظارہ تھا ہر طرف سے لبیک اللھم لبیک لا شریك لك لبیك کی سہانی صدائیں فضائے آسمانی میں ---

--- گونج رہی تھیں جدہر نظر اٹھاؤ اسلام ہی اسلام نظر آتا تھا۔ ایک وہ زمانہ تھا جس میں آپ کی کوئی بات نہ سنتا تھا ہر شخص آپ کے خون کا پیاسا تھا آج اسی مقام پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کا اجتماع عظیم آپ کی زیر قیادت ہے اور ان میں سے ہر شخص پروانہ وار آپ پر اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار رہے یہ وہ کامیابی ہے جو سوا آپ کے کسی رسول کو کسی نبی اور ہادی کو حاصل نہیں ہوئی اس موقع پر آپ نے حج سے فراغت کے بعد نہایت بلیغ خطبہ دیا جس میں تمام مسائل پر کافی روشنی ڈالی اور پھر فرمایا الا ھل بلغت سب لوگوں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہنا میں نے اپنے فریضہ کو ادا کر دیا اس کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں فلیبلغ الشاھد الغائب تم میں کا جو موجود ہو وہ غائب کو مطلع کردے۔ عین اس موقع پر اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا الآیہ مسلمانو! آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور ہر قسم کی نعمتوں سے تم کو نوازدیا اور تمہارے اسی دین اسلام سے خوش ہوگیا۔

وفات حجۃ الوداع کے موقعہ پر دین کامل ہوچکا تھا الیوم اکملت لکم الخ الآیہ اس آیت کا نزول ہوچکا تھا تمام نفوس کا تزکیہ حضورؐ کے ہاتھوں ہوچکا تھا ------ اس لئے اب آپ بھی اپنے رب سے ملاقات کے مشتاق تھے حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد آپ حضرت اسامہ کی زیر قیادت ایک لشکر تیار کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے باپ جعفرؓ کا بدلہ کفار سے لیں۔ حضرت اسامہ جو ایک غلام زادے تھے ان کی قیادت میں بڑے بڑے کبار صحابہ مثلاً حضرت ابوبکرؓ

اور عمر جیسوں کو روانہ کرتے ہیں یہ مساوات کا آخری سبق تھا ابھی لشکر نے باہر جاکر پڑاؤ ڈالا تھا کہ حضور کی علالت میں اضافہ ہوجاتا ہے اسلئے لشکر واپس آجاتا ہے جب دن بدن آپکا مرض ترقی کرتا گیا تو آپ نے اپنی بیویوں کو جمع کیا اور حضرت عائشہ رضؓ کے پاس رہنے کی خواہش ظاہر فرمائی سب نے باخوشی اجازت دیدی آخر آپکے مرض میں بہت شدت ہوگئی بار بار غشی آتی تھی اور پھر ہوش ہوجاتا تھا اس حالت کو دیکھکر حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں واکرب اباہ ہائے میرے ابا کی تکلیف۔ آپ فرماتے ہیں اے پیاری فاطمہؓ آج کے بعد تمہارے ابا کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔ حضرت عائشہ رضؓ اپنی ران پر حضورؐ کو لٹائے ہوئے تھیں اتنے میں عبدالرحمن بن ابوبکر آتے ہیں ان کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ مسواک کی خواہش کرتے ہیں حضرت عائشہؓ نے مسواک کچل کر آپ کے ہاتھ میں دیا آپنے آہستگی سے ضعف کی بنا پر مسواک کی۔ آپ کی موت کا وقت بالکل قریب آچکا تھا آثار نمودار تھے آخر یہ کہتے ہوئے اللھم الرفیق الاعلی اس دنیا سے کوچ کرکے عالم قدس میں پہنچ گئے۔ اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم ✤

وفات حسرت آیات ملک التجار شیخ عطاء الرحمن صاحب مرحوم و مغفور

(از قلم منشی محمد صدیق حسن صاحب صدیق دہلوی۔)

کردیا دل کو غضب تیر الم نے چھلنی　　کرگئی چاک جگر کو غمِ تیغ براں
فضل رحمٰن[۱] کا کلیجہ ہوا غم سے ٹکڑے　　دل شکستہ ہیں جدا آج حبیب[۲] الرحمٰن
مضطرب باپ کے مرنے سے ہوئے عبدالوہاب[۳]　　اور یحییٰ[۴]۔ شفیع[۵]۔ نور[۶]۔ خلیل[۷] الرحمٰن
ہائے کیا داغ جدائی سے شکستہ خاطر　　چھوڑ کر اپنے عزیزوں کو جہاں میں گریاں
نیک کاموں کی جزا تم کو ملی یہ حق سے　　رونق خلد ہو تم شیخ عطاء الرحماں
ظلِ رحمت میں چھپایا ہے خدا نے تم کو　　ہوگیا بخشش عصیاں کا تمہاری ساماں
کردیا ہائے تمہیں پاس وفا نے مجبور　　تم نے جاں دیکے کیا موت کا پورا پیماں
ذوق تھا درس احادیث کا ہردم تم کو　　کام تھا خدمت اسلام سے تمکو ہر آں
خون تھا دیں کی حمایت کا رگوں میں جاری　　اور غم تھا غم ملت کا جگر میں پنہاں
پیرو دین نبیؐ عامل سنت تم تھے　　پیکرِ علم و عمل صاحبِ عزت انساں
روشنی نور حقیقت کی تھی دل میں ایسی　　بزم عالم میں رہے مست شراب عرفاں
کی تھی خاموش طریقے سے اشاعت دیں کی　　دہر میں نام و نمائش کے نہ تم تھے خواہاں
لکھدے صدیق حزیں سال وفات ہجری　　بعد مرنے کے ہوا تم پہ یہ حق کا احساں

جانب خلد بریں باغ جہاں سے تم کو
لے گئی آج اجل شیخ عطاء الرحمٰن

۱، ۲، ۳ مرحوم کے صاحبزادے

۴، ۵، ۶ مرحوم کے پوتے